انٹرویو: جیمز ٹاؤن، رپورٹر ایشیاء ٹائمز

افغانستان کی آزادی کی جنگ

سینیٹر مولانا سمیع الحق سربراہ جمعیت علماء اسلام سے ایک بین الاقوامی تجزیہ نگار کا یہ انٹرویو انگریزی زبان میں ایشیاء ٹائمز میں شائع ہوا جسے ۱۳ر جون ۲۰۰۷ء کو پاکستان کے انگریزی اخبار دی نیشن نے من وعن نقل کر کے شائع کیا یہاں قارئین کی دلچسپی کیلئے اس کا ترجمہ دیا جارہا ہے (ادارہ)

مولانا سمیع الحق شمال مغربی سرحدی صوبہ میں واقع پاکستان کے مشہور مدرسے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ناظم اور چانسلر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ اس عہدے پر ۱۹۸۸ء سے اپنے والد جناب مولانا عبدالحق "جو کہ اس مدرسہ کے بانی بھی تھا کی وفات کے بعد سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں' دارالعلوم حقانیہ وہ ادارہ ہے جہاں سے ملا عمر سمیت بہت سے طالبان رہنماؤں نے تعلیم حاصل کی۔ یہ بات مشہور ہے کہ ۹۰ء کی دہائی میں اس مدرسے نے طالبان تحریک کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا اور یہی وجہ ہے کہ مولانا سمیع الحق کو "بابائے طالبان" بھی کہا جاتا ہے۔ اس مدرسے کو چلانے کے علاوہ مولانا سمیع الحق ایک مذہبی سیاستدان کی حیثیت سے بھی ایک سیاسی تاریخ اور پہچان رکھتے ہیں۔ وہ چھ جماعتی مذہبی پارٹیوں کے اتحاد جو کہ متحدہ مجلس عمل کے نام سے جانی جاتی ہے کے بانیوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔

انہوں نے حال ہی میں جیمز ٹاؤن کے تجزیہ نگار امتیاز علی سے بات چیت کی۔

س: ۱۹۸۰ء میں روس کے حملے کے وقت آپ کے مدرسے کے طلباء افغانستان لڑنے کے لئے جاتے تھے جس کے فوراً بعد ان میں سے اکثر کو طالبان حکومت نے بطور گورنر اور منتظمین کی حیثیت سے نامزد کیا۔ کیا یہی سلسلہ آج بھی جاری ہے؟ کیا آپ آج بھی افغانستان میں جہاد کے لئے لوگوں کو بھیج رہے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: نہیں۔ صرف طالبان ہی نے جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ یہ ایک غلط مفروضہ ہے' جس کو صحیح کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ روس کے افغانستان پر حملے سے زندگی کے ہر مکتبہ فکر سے لوگ جہاد کے لئے افغانستان گئے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے مدرسے کی نسبت بڑی تعداد میں طلباء گئے۔

س: لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کہ وہ طلباء جو آپ کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوئے انہوں نے طالبان حکومت کے قیام میں اہم کردار ادا کیا۔

مولانا سمیع الحق: طالبان اس وقت اپنی تعلیم میں مصروف تھے جب افغانستان میں گروہی جنگیں اپنے عروج پر پہنچ گئیں' جب رہنما اس پر قابو نہ پا سکے۔ تو طلباء کو جنگ سے تباہ حال ملک کو بچانے کے لئے قدم اٹھانا پڑا۔ اس طرح طالبان کو اپنے ملک کو گروہی جنگوں سے بچانے کے لئے واپس جانا پڑا۔ اسی طرح جب امریکہ نے ۲۰۰۱ء کے آواخر میں افغانستان پر حملہ کیا تو پھر وہی ہوا۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ جب غیر مسلم کسی مسلمان ملک پر حملہ کرتے ہیں تو یہ ہر مسلمان کا فرض بن جاتا ہے کہ اس کا دفاع کرے۔ تحریک نفاذ شریعت محمدی ﷺ کے سربراہ مولانا صوفی محمد بھی ہزاروں لوگوں کو جہاد کے لئے لے کر گئے جو کہ انتہائی قابل تعریف ہے۔

افغانستان پر امریکی حملہ ایک واضح جارحیت اور دہشت گردی تھی۔ لیکن جب کوئی امریکی جارحیت کے خلاف کھڑا ہوتا ہے تو اسے دہشت گرد قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہ ایک عجیب اور نہ سمجھ آنے والا فلسفہ ہے۔

س: ایسی اطلاعات ہیں کہ طالبان قیادت نے افغانستان میں موسم بہار میں حملہ کے لئے حمایت کا مطالبہ یا خواہش ظاہر کی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

مولانا سمیع الحق: یہ ساری بے بنیاد اطلاعات ہیں۔ اگر انہیں حمایت کی ضرورت تھی تو کم از کم وہ ہمیں ضرور مطلع کرتے۔ طالبان اتنے منظم نہیں ہیں۔ وہ غاروں میں رہ رہے ہیں۔ ان کے پاس مناسب کمیونیکشن اور لاجسٹک نظام کی کمی ہے اور یہی وجہ ہے کہ نئے ریکروٹ نہیں لینا چاہتے۔ افغانی خود امریکیوں اور نیٹو کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

س: اگر وہ آپ کو مدد کے لئے کہیں تو آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟

مولانا سمیع الحق: وہ ہمیں کبھی نہیں کہیں گے۔ ہم نہ تو پہلے اپنے طلباء بھیجے ہیں اور نہ اب بھیجیں گے۔ یہ ہمارے مدرسے کی پالیسی نہیں ہے۔

س: آپ افغانستان میں صورتحال کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ کیا یہ جہاد ہے؟

مولانا سمیع الحق: جب سوویت یونین کی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں تھیں تو یہ آزادی کی جنگ تھی اور ہم سب متفق تھے کہ یہ جہاد ہے' امریکہ خود کہہ چکا تھا کہ سوویت یونین کو افغانستان سے باہر نکال دیا جائے۔ جب روس نے افغانستان چھوڑا تو یہی غلطی امریکہ نے کی۔ پس صورتحال اسی طرح ہے۔ ایک طاغوتی قوت نے دوسری کی جگہ لے لی۔ بلکہ کوئی فرق نہیں ہے۔ چاہے روس ہو یا امریکہ۔ یہ جہاد ہے۔

س: بعض تجزیہ نگار اسے پشتون بغاوت بھی کہتے ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

مولانا سمیع الحق: یہ کوئی پشتون یا فارسی بان بغاوت نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ سنی یا شیعہ بغاوت ہے بلکہ حقیقت میں افغان قوم امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف کھڑی ہوگئی ہے۔ طالبان حکومت کے زوال کے بعد لوگ دو سال تک اس امید پر تھے کہ ان کی زندگی میں کوئی مثبت تبدیلی آجائیگی۔ لیکن طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد کوئی ایسی چیز نظر نہیں

آئی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ قابض قوتوں کے خلاف بغاوت پر اتر آئے اب یہ تمام افغانیوں کیلئے جنگ آزادی ہے، وہ اپنے آپ کو امریکی قیادت میں قابض قوتوں سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اسے پشتون بغاوت کہنا بالکل غلط ہے۔

س: کیا آپ افغانستان میں حامد کرزئی حکومت کو ایک مسلمان حکومت تسلیم کرتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: ہمیں کرزئی کے اسلام سے کوئی غرض نہیں ہمیں اس کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے پر فتوئی دینے سے کوئی کام نہیں ہے۔ ہم صرف افغان عوام کی مشکلات کو کم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم افغانستان کے موجودہ حکمرانوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ طالبان اور دوسری جہادی قوتوں کے ساتھ مذاکرات کا راستہ اختیار کریں تا کہ جنگ سے تباہ حال ملک میں پائیدار امن کے قیام کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔

س: تو آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں چاہے افغانستان میں کرزئی حکومت ہو یا طالبان بالکل اسی طرح جیسے افغان حکومت ہو؟

مولانا سمیع الحق: ہم یہ کہتے ہیں کہ افغانستان میں کوئی غیر ملکی مداخلت نہ ہو بلکہ افغانیوں کو خود مسئلے کا حل نکالنا چاہیے۔ تمام گروہوں بشمول طالبان اور دیگر جہادی قوتوں کو امن کے لئے آگے بڑھ کر اکھٹے کام کرنا چاہیے۔ انہیں غیر ملکی مداخلت کے بغیر اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا چاہیے لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ افغانستان میں امن اور استحکام اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک غیر ملکی فوجوں کو ہٹا نہیں دیا جاتا۔

س: ڈیورنڈ لائن پر پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر سے جنگجوؤں کے داخلے پر آپ کے کیا خیالات ہیں؟

مولانا سمیع الحق: جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ یہ دراصل غیر ملکی حملہ آوروں کے خلاف افغان بغاوت ہے اور سرحد پار دہشت گردی اور پاکستان سے جنگجوؤں کی دراندازی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

س: تب حکومت نے کیوں سرحد پر باڑ لگانے اور بارودی سرنگیں بچھانے کا فیصلہ کیا ہے، کیا آپ اسے صحیح سمجھتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: میں اس منصوبے کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ سرحد کے دونوں طرف پشتون قوم ایک جیسی ثقافتی، نسلی اور مذہبی اقدار رکھتی ہے۔ ان کی زندگیاں آپس میں جڑی ہوئی ہیں، وہ سب مسلمان ہیں۔ وہ ایک قوم ہیں۔ سرحد پر باڑ لگانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ پاک افغان سرحد پر کشیدگی کی سب سے بڑی وجہ افغانستان میں غیر ملکی فوجوں کی موجودگی ہے، جس دن بھی انہوں نے افغانستان چھوڑا کوئی کشیدگی نہیں رہے گی۔

س: حکومت کی طرف سے 2003ء میں غیر ملکی طلباء کی دینی مدارس میں داخلے پر پابندی لگانے سے آپ کے مدرسے میں طلباء کے داخلے پر کوئی اثر پڑا؟

مولانا سمیع الحق: یہ پابندی ہمارے بنیادی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے، لوگ یہاں سے امریکہ اور برطانیہ تعلیم

حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں۔اسی طرح سے دوسرے ممالک سے لوگ پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں' یہ ایک قسم کی سروس تھی جو کہ ہم دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمان طلباء کو پہنچا رہے تھے۔ یہ پابندی ایک غیر آئینی' غیرانسانی اور غیر قانونی اقدام ہے' حکومت نے یہ اقدام صرف اور صرف امریکہ اور اس کے دوسرے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے کیا ہے۔ یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کیونکہ انڈیا ایک سیکولر ملک ہے لیکن وہ تمام مسلمان ممالک کے طلباء کو ویزے دے رہا ہے جو انڈیا میں تعلیم کے لئے آنا چاہتے ہیں۔

س: لیکن ایسے الزامات ہیں کہ دہشت گردوں کو مدرسوں میں تربیت دی جاتی ہے؟

مولانا سمیع الحق: یہ مدارس کے خلاف ایک منظم پروپیگنڈا کے سوا کچھ نہیں ہے اب تک ہم اس کے متعلق سنتے آرہے ہیں' لیکن کسی نے اب تک ٹھوس شواہد فراہم نہیں کئے۔

س: مدرسوں کو ملنے والی رقم کا آڈٹ نہ ہونے کی وجہ سے یہ بات ابھی تک معمہ ہے کیا یہ صحیح ہے۔

مولانا سمیع الحق: ہم اپنے مالی نظام کا آڈٹ کرانے کے سلسلے میں حکومت کے پابند نہیں ہیں کیونکہ حکومت ہمیں کوئی فنڈ فراہم نہیں کرتی۔ پہلے انہیں ہمیں مدرسوں کو چلانے کیلئے فنڈز دینے دیں پھر ہم انہیں اپنا آڈٹ کرنے کی بھی اجازت دے دینگے۔انہیں کیا تکلیف ہوتی ہیں جبکہ وہ ہمیں ایک پیسہ بھی نہیں دے رہے؟ صرف وہ جو ہمیں مالی امداد دیتے ہیں وہی ہمارے آڈٹ کا بھی حق رکھتے ہیں۔ ہمارا عطیات کا نظام ہے اور حکومت سے کوئی عطیات قبول نہیں کرتے۔ میں یہ بات واضح کردینا چاہتا ہوں کہ ہم اپنی تمام عطیات اور فنڈنگ کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ مالی امداد کو باقاعدہ درج کیا جاتا ہے اور سالانہ رپورٹیں بنائی جاتی ہیں جنکو پرنٹ کرایا جاتا ہے جسمیں تمام ڈونرز کے نام درج ہوتے ہیں۔

س: آپ کو اتنا بڑا مدرسہ چلانے کے لئے کون عطیات دیتا ہے؟

مولانا سمیع الحق: عام مسلمان جس میں اکثریت معاشرے کے غریب لوگوں کی ہے۔وہ جانتے ہیں کہ مدرسے اسلام کے قلعے ہیں اور مدرسے کے طلباء اسلام کے سپاہی اور محافظ ہیں۔اللہ کے دین کی مدرسوں میں نشوونما ہوتی ہے۔لوگ اپنا گھریلو بجٹ کاٹ کر ہمیں عطیات دیتے ہیں۔اسی طرح سے وہ اللہ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور ان مدرسوں کی بقاء کرتے ہیں۔

س: کیا مشرف اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ وہ ایک سیکولر حکومت کا لیڈر رہے' مذہبی معاملات میں مداخلت پر صحیح تھا؟

مولانا سمیع الحق: وہ یہ سب کچھ امریکہ اور مغربی ممالک کو خوش کرنے کیلئے کر رہا ہے

(ترجمہ: بشکریہ دی نیشن ۱۳ جون ۲۰۰۷ء)